ایک اہم غلط فہمی کا ازالہ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انٹرنیٹ پر ایک خطبہ بہت مقبول ہے جس کی نسبت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ خطبہ بڑی سریلی آواز میں پڑھا گیا ہے اور سننے والوں کو بہت لطف دیتا ہے۔ چونکہ یہ خطبہ عربی زبان میں ہے اس لیے عموماً سننے والے اس کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ خطبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ بدنام زمانہ گستاخ احمد سعید چتروڑی کا ہے۔ اس ظالم نے اس خطبہ میں اہل السنّت والجماعت کے عقائد کے برخلاف ایسے جملے کہے ہیں جو سراسر گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی کی ہدایت پر احناف میڈیا سروس اس خطبہ کے بارے میں معروف اور مستند ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ آپ کی خدمت میں پیش کرر ہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلسنت والجماعت کے عقائد پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہر قسم کے فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں۔



کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام بابت اس مسئلہ کے کہ ہماری مسجد کے خطیب صاحب جمعہ کے دن مسلسل خطبہ پڑھتے ہیں جس کے بعض الفاظ یہ ہیں "أَوْ يَتَبَرَّكُ بِغَيْرِهِ مِنْ نَبِيٍّ وَوَلِيٍّ وَتَقِيٍّ وَنَقِيٍّ وَنَسِيْمٍ وَحَسِيْنٍ وَجَمِيْلٍ وَصَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ فَعَلَيْهِ الْخُسْرَانُ وَالْوَبَالُ"۔

ہمیں کیا کرنا چاہئے آیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور یہ الفاظ شرعاً کیا حیثیت رکھتے ہیں؟
براہ کرم مدلل ومفصل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

بندہ انجم شیخ
بلدیہ کراچی

ص ۱

الجواب بعون الملك الوهاب

استفتاء میں مذکور سوال کے جواب سے پیشتر ایک تمہید پیش کی جاتی ہے، جس کی روشنی میں مسئلہ سمجھنا آسان ہوگا۔

اہل السنة والجماعة کا برحق موقف یہ ہے کہ علمائے امت، صلحاء، صوفیاء، اور بزرگان دین کی استعمال کردہ اشیاء، ان کے کپڑے، ان کا جھوٹا پانی وغیرہ اس نیت سے اپنے استعمال میں لانا یا اپنے پاس رکھنا کہ ان اشیاء کو چونکہ ان اولیاء سے ایک گونہ نسبت حاصل ہے اور وہ خود خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اشخاص ہیں، اس لئے ان اشیاء کو انہی جیسی دیگر اشیاء پر فضیلت حاصل ہے اور انہیں استعمال کرنے سے اللہ تعالیٰ استعمال کرنے والے کے لئے خیر اور نیک بختی کا باعث بنادیں گے، یہ طریقہ اور طرز محبت "تبرک" کہلاتا ہے اور احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ ایک جائز اور مستحسن کام ہے۔ لفظ "تبرک" "برکت" سے ہے اور برکت کی تعریف میں صاحب لسان العرب تحریر فرماتے ہیں:

البركة: النّماء والزيادة والتبريك: الدعاء للإنسان أو غيره بالبركة وروى ابن عباس: ومعنى البركة الكثرة في كل خير۔

(لسان العرب ۱۰/۴۷۷ مادة لك ط: دار الكتب العلمية)

نیز معجم متن اللغة میں ہے:

تبرّك به: تيمّن - البركة: النّماء والزيادة، السعادة۔

(معجم متن اللغة ۱/۲۸۰ مادّة ب، ط: بيروت مكتبة الحياة) (جاری ہے)

وکذا فی "المعجم الوسیط" ص۱۵ ط: دار الدعوۃ ترکیا)

برکت کے متعلق علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی شئی میں "برکت" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور سعادت رکھی گئی ہے اور تبرک اسی خیر کے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کردہ اشیاء سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے۔

۱۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانی کا برتن منگوایا، اس میں اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ مبارک دھویا اور اس برتن میں کلی فرمائی پھر اس وقت موجود دو صحابہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس کو پی لو اور اپنے چہرے اور گردن پر بہاؤ۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

حدثنا آدم قال ثنا شعبة قال ثنا الحكم قال سمعت أبا جحيفة يقول خرج علينا النبيّ صلّى الله عليه وسلّم بالهاجرة فأتى بوضوء فتوضأ فجعل الناس يأخذون من فضل وضوئه فيتمسحون به فصلّى النبيّ صلّى الله عليه وسلّم الظهر ركعتين والعصر ركعتين وبين يديه عنزة وقال أبو موسى دعا النّبي صلّى الله عليه وسلّم بقدح فيه ماء فغسل يديه و وجهه فيه ومجّ فيه ثم قال لهما اشربا منه وافرغا على وجوهكما ونحوركما۔

(صحيح البخاري، كتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس ۱/۳۲ ط: رحمانية)

۲۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرمایا کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے نکلنے والے پانی کو حاصل کرنے کے اس قدر مشتاق تھے کہ دیکھنے والے سمجھتے کہ آپس میں جنگ و قتال تک نوبت پہنچ چکی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:



حدثنا علي بن عبد الله قال ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد قال ثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب قال أخبرني محمود بن الربيع

(جاری ہے)

وهو الذي مجّ رسول الله صلى الله عليه وسلم في وجهه وهو غلام۔
من بئرهم وقال عروة بن المسور وغيره يصدق كل واحد منهما صاحبه ـــ وإذا توضأ النبي صلى الله عليه وسلم كادوا يقتتلون على وضوئه ـــ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل الوضوء ۱/۹۴ ط: رحمانیه)

۳ ـــ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں وضو فرما کر وضو سے بچا ہوا پانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر بہایا جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ہوش آگیا۔

صحیح البخاری میں ہے:

عن محمد بن المنكدر سمعت جابرا رضي الله عنه يقول جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم يعودني وأنا مريض لا أعقل فتوضأ وصبّ عليّ من وضوئه فعقلت فقلت يا رسول الله لمن الميراث إنما يرثني كلالة فنزلت آية الفرائض۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب صبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضوءه على المغمى عليه ۱/۹۴ ط: رحمانیه)

۴ ـــ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں میں لے لیا کرتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے تھے۔

صحیح البخاری میں ہے:-



وقال عروة بن المسور ومروان خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم زمن الحديبية فذكر الحديث وما تنخم النبي صلى الله عليه وسلم نخامة إلا وقعت في كف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده ـ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب البزاق والمخاط ۱/۱۰۰ ط: رحمانیه)

۵ ـــ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے منہ میں برکت ہی کے لئے لعاب دہن مرحمت فرمایا کرتے اور نومولود بچوں کی تحنیک کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور چبوا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(جاری ہے)

اپنے بچوں کو کھلاتے تھے۔

صحیح البخاری میں ہے:

حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن أسماء بنت أبي بكر أنها
حملت بعبد الله بن الزبير بمكة قالت فخرجت وأنا متم فأتيت
المدينة فنزلت قباء فولدت بقباء ثم أتيت به رسول الله صلى
الله عليه وسلم فوضعته في حجره ثم دعا بتمرة فمضغها ثم
تفل في فيه فكان أول شيء دخل جوفه ريق رسول الله
صلى الله عليه وسلم ثم حنكه بتمرة ثم دعا له وبرك عليه۔

(صحيح البخاري، كتاب العقيقة، باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه
وتحنيكه، ۲/۸۲۲، ط: المعراج كمپنی)

۶۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگوا رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پچھنے سے نکلنے والا خون دے کر فرمایا اس خون کو لے جا کر ایسی جگہ بہا دو جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بجائے اس خون کو بہانے کے نوش فرمالیا۔ جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس خون کا کیا ہوا؟ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اس کو ایسی پوشیدہ جگہ بہا دیا ہے کہ میرے خیال میں وہ لوگوں کی نظروں سے بالکل پوشیدہ ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادائے عاشق کو سمجھ چکے تھے، ارشاد فرمایا: شاید تو اس خون کو پی چکا ہے؟ اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں! حضور پی چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے خون میں میرا خون مل جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی، لوگوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جسمانی قوت اور مضبوطی اسی خون کی وجہ سے تھی۔



(جاری ہے)

الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ میں ہے:

أخرج البزار وأبو یعلی والطبرانی والحاکم والبیہقی عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما أنہ أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یحتجم فلما فرغ قال: یا عبد اللہ إذھب بھذا الدم فأھرقہ حیث لا یراک أحد فشربہ، فلما رجع قال یا عبد اللہ ما صنعت؟ قال: جعلتہ فی أخفی مکان علمت أنہ مخفی عن الناس، قال: لعلک شربتہ قلت: نعم قال: ویل للناس منک وویل لک من الناس! فکانوا یرون أن القوۃ التی بہ من ذلک الدم۔

(الخصائص الکبریٰ، للإمام السیوطیؒ، باب الآیۃ فی دمہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۱۷ ط، مکتبۃ حقانیۃ پاکستان)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے موئے مبارک باقاعدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تقسیم فرماتے تھے اور سرداران عشاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان کو حاصل کرنے کے درپے رہتے اور اس کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں منقول ہے کہ باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو حلق کروایا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو موئے مبارک دے کر فرمایا کہ ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کردیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے پیشانی مبارک کی جانب کے بال اپنی ٹوپی میں رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی برکت سے مجھے ہمیشہ فتح یابی حاصل ہوئی۔

صحیح مسلم میں ہے:۔

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: لما رمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمرۃ ونحر نسکہ وحلق، ناول الحالق شقہ الأیمن ثم دعا أبا طلحۃ الأنصاری رضی اللہ عنہ: فأعطاہ إیاہ، ثم ناولہ الشق الأیسر فقال: إحلق فأعطاہ أبا طلحۃ فقال إقسمہ بین الناس۔

(جاری ہے)

وقال النووي ذيل فوائد هذا الحديث: ومنها التبرك بشعره صلى الله عليه وسلم وجواز اقتنائه للبركة

(صحيح مسلم، كتاب المناسک، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمي ثم ينحر ثم يحلق والابتداء ... الخ ۴/۱۲، ط مکتبة بشرى)

الخصائص الکبری میں ہے:

عن عبد الحميد بن جعفر عن أبيه أن خالد بن الوليد فقد قلنسوة له يوم اليرموك، فطلبها حتى وجدها، وقال اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحلق رأسه فابتدر الناس جوانب شعره فسبقتهم إلى ناصيته فجعلتها في هذه القلنسوة، فلم أشهد قتالا وهي معي إلا رزقت النصر۔

(الخصائص الکبری، باب الآية في شعره الشريف صلى الله عليه وسلم ص۱۱۷ ط، حقانية)

۸۔۔۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پانی پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی میں سے کچھ حصہ نوش فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب ایک نوعمر صحابی تھے (یہ صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے) جب کہ بائیں جانب بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعمر صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر تو اجازت دے تو میں بچا ہوا پانی ان بزرگوں کی طرف بڑھا دوں (اس لئے کہ حق دائیں جانب والے شخص کا ہوتا ہے) اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ! آپ سے حاصل ہونے والے اپنے حصے پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔

صحیح البخاری میں ہے:



عن سهل بن سعد رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم

(جاری ہے)

أتي بشراب فشرب منه وعن يمينه غلام وعن يساره الأشياخ فقال للغلام أتأذن لي أن أعطي هؤلاء؟ فقال الغلام: والله يا رسول الله! لا أوثر بنصيبي منك أحداً قال فتله رسول الله صلى الله عليه وسلم في يده۔

(صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب هل يستأذن الرجل من عن يمينه في الشرب ليعطي الأكبر ۲/۸۴۰ ط: العراج كمپنی)

۹۔ امام احمدؒ نے حضرت محمد بن زیدؒ کی اپنے والد زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم نحر کے دن اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت تقسیم فرمارہے تھے لیکن اس گوشت میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ مل سکا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک منڈوایا اور موئے مبارک تقسیم فرمانے کا حکم فرمایا پھر ناخن مبارک ترشوائے اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھی صحابی کو مرحمت فرمائے۔

زاد المعاد میں ہے:

من حديث محمد بن عبد الله بن زيد، أن أباه حدثه، أنه شهد النبي صلى الله عليه وسلم عند المنحر، ورجل من قريش وهو يقسم أضاحي، فلم يصبه شيء ولا صاحبه، فحلق رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه في ثوبه، فأعطاه، فقسم منه على رجال، وقلم أظفاره فأعطاه صاحبه قال: فإنه عندنا مخضوب بالحناء والكتم يعني شعره۔



(زاد المعاد، فصل في حلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسه ۲/۲۷۰ ط: مؤسسة الرسالة)

۱۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر

(جاری ہے)

مریضوں کی شفایابی کے لئے استعمال کرواتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے:

عن عبد الله مولیٰ اسماء بنت أبی بکر رضی الله عنهما وکان خال ولد عطا قال أرسلتنی اسماء إلی عبد الله بن عمر رضی الله عنهما فقالت: بلغنی أنك تحرّم أشیاء ثلاثاً العلم فی الثوب ومیثرة الأرجوان وصوم رجب کله ..... فرجعت إلی أسماء فخبرتها فقالت هذه جبّة رسول الله صلّی الله علیه وسلّم فأخرجت إلیّ جبة طیالسة کسروانیة لها لبنة دیباج وفرجیها مکفوفین بالدیباج فقالت هذه کانت عند عائشة رضی الله عنها حتی قبضت فلما قبضت قبضتها وکان النبی صلّی الله علیه وسلّم یلبسها فنحن نغسلها للمرضی لنستشفی بها۔

وقال النووی فی شرح هذا الحدیث: وفی هذا الحدیث دلیل علی استحباب التبرك بآثار الصالحین وثیابهم۔

(صحیح مسلم باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء الخ ۲/۱۹۰، ۱۹۱ ط: قدیمی کتب خانہ)

۱۱۔ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے چھوٹے بچوں کو بارگاہِ اقدس میں بھیجا کرتے تھے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے برتن میں پانی ہوتا تو بچے اُس پانی کو پیتے، اپنے چہروں اور جسموں پر بہاتے۔ یہ سب بھی برکت کے حصول کے واسطے ہوتا تھا۔
کتاب "شرف المصطفیٰ" میں ہے:۔



۱۰۲۷۔ وکان الأنصار یرسلون أولادهم الصغار فیدخلون علی رسول الله صلّی الله علیه وسلّم فلا یدفعون عنه، فإذا وجدوا فی المطهرة ماءً شربوا منه واستمسحوا به وجوههم وأجسادهم یبتغون بذلك البرکة۔ (شرف المصطفیٰ مع مناهل الشفاء ومنهل الصفا فصل فی اسماء رباحه والوبته وترسه ومغفره ۳/۲۸۹ ط: دار البشائر)

(جاری ہے)

۱۲ـــ حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سر پر پھیرا تھا اور برکت کی دعا کی تھی۔ ان کے پاس کوئی شخص آتا کہ اس کے چہرے پر ورم ہوتا یا بکری لائی جاتی جس کے تھن پر ورم ہوتا، تو آپ رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے چھوئے ہوئے سر کے حصے کو متاثرہ مقام سے مس کرتے، جس کے نتیجے میں اس شخص کا ورم اور بکری کے تھن کا ورم جاتا رہتا۔

مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں ہے:

٢٠٥٤٣ـ حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم ثنا ذيال بن عتبة بن حنظلة قال سمعت حنظلة بن حذيم جدي أن جده حنيفة قال لحذيم اجمع لي بني .... (فذكر حديثا طويلا) قال حنظلة فدنا بي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال إن لي بنين ذوي لحى ودون ذلك وإن ذا أصغرهم فادع الله له فمسح رأسه وقال بارك الله فيك أو بورك فيه "قال ذيال فلقد رأيت حنظلة يؤتى بالإنسان الوارم وجهه والبهيمة الوارمة الضرع فيتفل على يديه ويقول بسم الله ويضع يده على رأسه ويقول على موضع كف رسول الله صلى الله عليه وسلم فيمسحه عليه وقال ذيال: فيذهب الورم۔

(مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ، حديث حنظلة بن حذيم رضی اللہ عنہ رقم الحديث ٢٠٥٤٣ ١٥/٢٨٠ ط: دار الحديث القاهرة سنہ ١٤١٦/١٩٩٥)

شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(قال إسحق بن إبراهيم الفقيه ومالم يزل) من قديم الأيام (من شأن من حج) أي من ديدن من قصد بيت الله الحرام (المرور بالمدينة) أي مدينة الإسلام لزيارته عليه السلام أي إما قبل الحج وإما بعده (والقصد) أي أيضا (إلى الصلوة في



(جاری ہے)

مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم) لما ورد فيه من مزيد المضاعفة فی تلك المحال الكرام إذ قد ورد ان الصلوٰة فيه بمائة ألف (والتبرك برؤية روضته) أی خصوصاً (ومنبره وقبره ومجلسه) أی محل جلوسه ومكان صلوٰته عند الاسطوانات وغيرها (وملامس يديه ومواطئ قدميه) أی فی نحو المنبر (والعمود الذی كان يستند إليه) وفی نسخة يسند ففی الصحاح سندت إلی الشئ واستندت إليه بمعنیٰ (وينزل جبرائيل بالوحی فيه) أی فی حال استناده (عليه وبمن عمره) أی والتبرك بمن عمر مسجده مبنیً ومعنیً وقيل أی زاره (وقصده) أی وبمن قصده (من الصحابة وأئمة المسلمين) أی من التابعين واتباعهم من المجتهدين والعلماء والصالحين۔

(شرح الشفاء للفاضل علی القاری ۲/۱۵۱ ط: بمطبعة عثمانية ۱۳۱۶ھ)

"التکشف فی مہمات التصوف" میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ تین احادیث ذکر فرما کر تبرک کے جواز پر استدلال فرماتے ہیں۔ تحریر ملاحظہ کیجئے:

حدیث اوّل: طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی قوم کے فرستادہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو اطلاع دی کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک عبادت خانہ مذہب عیسائی کا ہے (ہم اس کو مسجد بنانا چاہتے ہیں) اور (اس مقام پر برکت کے لئے چھڑکنے کو) ہم نے آپ سے آپ کے بقیہ وضو کا پانی مانگا آپ نے پانی منگایا پھر وضو کیا اور مضمضہ کیا پھر وہ پانی ایک چھوٹے سے مشکیزہ میں بھر دیا اور فرمایا جب تم اپنی سرزمین میں پہنچو



(جاری ہے)

اس معبد نصاریٰ کو توڑ ڈالنا اور اس جگہ پر پانی چھڑک دینا اور اس کو مسجد بنا لینا۔ ہم نے عرض کیا کہ جگہ دور ہے اور گرمی سخت ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ملا کر بڑھا لینا کہ اس میں بھی برکت ہی بڑھ جاوے گی روایت کیا اس کو نسائی نے۔

حدیث دوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلاق آپ کے بال سر کے اتار رہا تھا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گھیر کر رکھا ہوا تھا، پس وہ آپ کے ایک بال کا بھی کسی شخص کے ہاتھ سے باہر گرنا نہ چاہتے تھے (یعنی ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں آتا تھا)

حدیث سوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب ان کے گھر تشریف لے جاتے) ایک چمڑہ کا بستر بچھا دیا کرتیں اور آپ (گاہ گاہ) ان کے گھر قیلولہ فرمایا کرتے (یہ آپ کی قریب کی کچھ رشتہ دار ہیں) جب آپ سو کر اٹھتے تو (اس بستر پر سے) آپ کا پسینہ اور بال (جو سر وغیرہ کے ٹوٹ جاتا) جمع کر لیتیں اور ایک شیشہ میں محفوظ رکھتیں پھر اس کو مرکب کھو خوشبو میں ملاتیں جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی (کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں) وفات قریب پہنچی تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط میں (جو کہ میت کے بدن اور کفن کو لگاتے ہیں) اس مرکب خوشبو میں ملایا جاوے (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک تھا) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و نسائی نے۔



ف: رسم تحصیل برکات، بزرگان دین کی تلبس کی چیزوں کی

(جاری ہے)

رغبت اور اہتمام اور ان سے برکت حاصل کرنا حیات اور موت میں بمقتضائے احادیث ثلثہ مشروع اور ثابت ہے۔ (ص۳۹۳، ص۳۹۲، ط کتبخانہ مظہری)

مشائخ کے تبرکات کو محفوظ رکھنے کے متعلق ایک اور مقام پر حدیث مبارک سے یوں استدلال فرماتے ہیں:۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث حسن میں شتر فروخت کرنے کا قصہ مذکور ہے مروی ہے کہ جب میں مدینہ طیبہ پہونچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو (یعنی جابر رضی اللہ عنہ کو) ایک اوقیہ سونا (قیمت شتر) دے دو اور (اوپر سے) کچھ زیادہ دے دو پس انہوں نے مجھ کو ایک قیراط زیادہ دیا میں نے (دل میں) کہا کہ یہ زیادہ جو حضور نے (علاوہ) دیا ہے، یہ میری جان سے علیحدہ نہ ہوگی (یعنی اس کو اہتمام وحفاظت سے رکھوں گا) پس وہ میری تھیلی میں موجود رہی یہاں تک کہ اس کو اہل شام نے واقعہ حرہ میں لے لیا روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف: عادۃ امساک تبرکات مشیوخ: اکثر اہل محبت کی عادت ہے کہ اپنے بزرگوں کی چیزیں برکت یا یادگار کے لئے نہایت اہتمام و ذوق وشوق سے رکھتے ہیں اس حدیث میں اس کی اصل صراحۃً موجود ہے (التکشف ص۷۴۱ ط: کتبخانہ مظہری)



——— مذکورہ بالا تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ نہ صرف انبیاء کرام بلکہ انبیائے کرام کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور دیگر صلحائے امت کی استعمال کردہ اشیاء سے برکات کے حصول کا نظریہ رکھنا اور برکت حاصل کرنا نہ صرف یہ کہ مشروع ہے بلکہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل سے بھی ثابت ہے ——— اس تفصیل کے بعد استفتاء کے ہمراہ منسلکہ خطبہ کی مذکورہ خط کشیدہ عبارت کے متعلق حکم یہ ہے کہ چونکہ اس عبارت (أو بیتبرک

(جاری ہے)

لغیرہ من نبیاً أو ولیّ الخ) میں انبیاء اور اولیاء سے برکت حاصل کرنے والوں کے لئے ناکامی، خسارے اور وبال کی بددعا کی گئی ہے اور "تبرّک" کے عمل کو خلافِ شرع بتلایا گیا ہے، جبکہ شرعی نصوص اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے واضح طور پر تبرّک بآثار الصالحین کا نہ صرف جواز بلکہ استحباب ثابت ہے۔ لہٰذا کسی جائز شرعی عمل کو ناجائز سمجھنا اور اس کے عاملین کے لئے ہلاکت وبربادی، خسارہ ونقصان کا مستوجب ٹھہرانا یقیناً خلافِ شرع اور اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اور جو شخص تبرّک بآثار الصالحین کے عدم جواز کا قائل ہو، تو ایسا شخص فاسق ہے اور شرعاً فاسق کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر بصورتِ مسئولہ مذکورہ خطیب وامام خطبہ میں مذکورہ خط کشیدہ جملوں کی ادائیگی کی بناء پر گمراہ اور فاسق ہے۔ ان پر ضروری ہے کہ آئندہ اس قسم کا نہ ہی عقیدہ رکھیں اور نہ ہی خطبے میں ایسے الفاظ ادا کیے جائیں۔ اگر امام صاحب اس سے باز نہیں آتے تو ایسی صورت میں مسجد انتظامیہ کسی دوسرے صحیح العقیدہ مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا پابند نیک صالح امام کو منصبِ امامت پر فائز کرسکتی ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

(ویکرہ إمامة عبد... ومبتدع) أی صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة وکل من کان من قبلتنا (لا یکفر بها) حتی الخوارج الذین یستحلّون دماءنا وأموالنا وسبّ الرسول (وفی الرد تحت قوله سبّ الرسول) وفیه أن ساب الرسول صلی الله علیه وسلم کافر قطعاً فالصواب وسبّ أصحاب الرسول۔ (الدر مع الرد ۱/۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱ ط سعید)



نیز ملحوظ رہے کہ خطبے کا مقصد تذکیر اور وعظ ہوتا ہے، محض سامعین کو تلذذ بخشنے کی خاطر عربی گرامر کے معروف ومشہور قواعد پسِ پشت ڈال دیا جائے اور خطبہ کو ہم قافیہ بنانے کی فکر ملحوظ ہو، یہ بات ہرگز مناسب نہیں۔ منسلکہ خطبے کی عبارت والفاظ پر غور کرنے سے واضح

(جاری ہے)

ہوا کہ یہ خطبہ معنوی اعتبار سے بے جوڑ اور بے ڈھنگ ہے کوئی رابط نہیں لہٰذ خطبہ میں لفظی اعتبار سے صرف ظاہری طور پر خوشنما اور سماعت کو محظوظ کرنے کی خاطر جا بجا بے جوڑ مترادفات کا سہارا لیا گیا ہے۔

نیز ہماری معلومات کے مطابق مذکورہ خطبہ جس شخص کی طرف منسوب ہے وہ خود ایک متنازعہ شخص ہے اور جمہور اہل فتاویٰ کے نزدیک وہ شخص گمراہ ہے (ملاحظہ ہوں فتاویٰ جات "مرتب کردہ مولانا عبد السلام صاحب مدظلہم، شائع کردہ جامعہ اشاعت القرآن اٹک) ان کی تقلید اور اتباع چاہے صرف خطبہ ہی میں کیوں نہ ہو بہرحال درست نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
محمد داؤد



الجواب صحیح
محمد عبد المجید دین پوری

کتبہ
محمد بلال بربری
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی۔
۲۴/۲/۱۴۳۲ھ / ۲۹/۱/۲۰۱۱ء

الحمد لوليّه والصلاة على نبيّه، والوزن والعدل والفضل والنظم والعزم بالجزم ، بوحدته بكبرياء ه بسلطانٍ وبإعلانٍ وبإتقانٍ وبإيمانٍ وبيانٍ في الفرقان، وحدَه لاشريك له، وحده بوحدةٍ، مُوحِّدا بوحدةٍ، موَحَّداً بوحدةٍ ، وحيداً وأحداً بلامُدَدٍ وجُدَدٍ ونُسَبٍ ووَصْفٍ في الكمال، لاشريک له ولانظير له ولامثل له ولامثال له ، ولا وزير له ولا مقارن له ولامكاظم له ولامداني له ولا مضارع له ، ولا جَلَدَ بَلَدَ وَلَدَ جَسَدَ رُسْغَ عُضْوَ جُزْوَ نُضْوَ عَظْمَ له ،ولا جَذْبَ وَصْفَ عَيْبَ تَابَ بَيْتَ خَصْمَ له، ولا مقارن ولا مكاظم ولا مداني له، ولا مضارع له ولا مناظر له.

ثم نشهد أن لاإله إلا الله وحده لاشريک له، من يشرک في ذاته وصفاته وعاداته وآياته أو يتبرّک بغيره من نبي وولي وتقي ونقي ونسيم وحسين وجميل وصغير وكبير فعليه الخسران والوبال.

ثم نشهد أن سيدنا وسندنا ونبينا ومولانا ، مؤيِّدنا مخدومنا منظومنا معصومنا مقسومنا مقصودنا، أجدرَ الخلق جديرنا، أعظم الخلق وأشرف الخلق وأحسن الخلق وأجمل الخلق وأكمل الخلق وأنور الخلق، من الحسن والصِدارة والولاية والحكاية والعناية والهداية والأمانة والإمامة ، أعلانا وأتقاناوأحدنا وأرفقنا وأنورنا وأخترنا وأكبرنا ، أكبر أنور أجدر أرفق أنور أجمل أكمل له .

ثم نشهد أن حبيب ربنا وصمدنا ، محبوب جَدَلنا ونَضَلنا ووَصَلنا ووصفنا إيماننا، مبيّن فرقاننا هادي سبيلنا رونق جُدراننا، هو عُدوة نُضوة قُدوة رُتبة أُسوة حسنة ، وبدلالته القاهرة الغالبة الظاهرة الباطنة، صعِد إلى سدرة المنتهى في ليلة المعراج كشف الدُّجا، ثم دنا،ثم دنا، ثم دنافتدلّى فكان قوب قوسين أو أدنى.